HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759
Volume 2 Issue 1 (Oct-Dec 2024)

حقوق زوجین بطورِ انسانی حقوق: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Rights of Spouses as Human Rights: A Research-Based Review in the Light of Islamic Teachings

Dr. Peree Gul Tareen
Lecturer Islamic Studies Department, Sardar Bahadur Khan womens University Quetta Balochistan, drpareegulltareen@gmail.com

Dr. Farida
Lecturer Islamic Studies Department, Sardar Bahadur Khan womens University Quetta Balochistan, faridakakar5@gmail.com

Abstract

This study examines the rights of spouses as fundamental human rights within the framework of Islamic teachings. Islam presents a comprehensive and balanced system of human rights that safeguards the dignity, equality, and moral responsibility of both husband and wife. Drawing upon primary Islamic sources—the Qur'an and Sunnah—along with classical and contemporary juristic interpretations, this research analytically explores the nature, scope, and objectives of spousal rights in Islam. The study highlights key dimensions such as mutual respect, justice, compassion, financial responsibility, personal dignity, and ethical conduct within marital life. It further argues that spousal rights in Islam are not merely legal obligations but are deeply rooted in moral and spiritual accountability, aimed at ensuring family stability and social harmony. By situating Islamic spousal rights within the broader discourse of human rights, the paper demonstrates that Islamic teachings offer a holistic and value-based model that complements contemporary human rights principles while maintaining its distinct ethical foundation. The study concludes that a proper understanding and application of Islamic spousal rights can significantly contribute to the promotion of human dignity, gender justice, and sustainable family structures in Muslim societies.

Keywords: Human Rights; Spousal Rights; Islamic Teachings; Qur'an and Sunnah; Family System; Gender Justice

تمہید: اسلام نے انسانی حقوق کا ایک جامع، متوازن اور فطری تصور پیش کیا ہے جس کی بنیاد عدل، مساوات اور انسانی وقار پر قائم ہے۔ خاندانی نظام اسلامی معاشرے کی اساس ہے اور اس نظام کی مضبوطی کا انحصار میاں بیوی کے باہمی حقوق و فرائض کی صحیح تفہیم اور عملی تطبیق پر ہے۔ اسلام میں حقوقِ زوجین محض قانونی احکامات نہیں بلکہ انہیں بنیادی انسانی حقوق کا درجہ حاصل ہے، جو قرآن و سنت کی واضح تعلیمات سے ثابت ہیں۔ عصرِ حاضر میں ازدواجی تنازعات، حقوق کی پامالی اور خاندانی عدم استحکام کے پیش نظر یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حقوقِ زوجین کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تاکہ اسلامی تصورِ انسانی حقوق کو صحیح معنوں میں سمجھا اور نافذ کیا جا سکے۔

تحقیقی سوالات:

اسلام میں انسانی حقوق کا تصور کیا ہے؟

اور اس میں حقوقِ زوجین کو کس حیثیت سے شامل کیا گیا ہے؟

قرآن و سنت کی روشنی میں میاں بیوی کے باہمی حقوق کی نوعیت اور حدود کیا ہیں؟

منہجِ تحقیق:

اس تحقیق میں تجزیاتی و بیانیہ منہج اختیار کرتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں حقوقِ زوجین کا جائزہ لیا جائے گا۔

اسلام میں انسانی حقوق کا تصور: انسانی حقوق کے بارے میں اسلام کا تصور بنیادی طور پر بنی نوع انسان کے احترام، وقار اور مساوات پر مبنی ہے۔ قرآن حکیم کی رو سے اللہ رب العزت نے نوع انسانی کو دیگر تمام مخلوق پر فضیلت و تکریم عطا کی ہے۔ مولانا سید زوار حسین شاہ نے احترامِ انسانیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

CC BY

"اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اپنی خلافت کا تاج اس کے سر پر رکھا ہے، تمام مخلوق کو انسان کے لیے اور انسان کو اپنے لیے پیدا کیا۔ اسلام تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کنبہ اور ایک گھرانہ قرار دیتا ہے اور کسی کو ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام انسانی اخوت کا بڑا داعی ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی عبادات کے بعد اگر کوئی عمل زیادہ اہمیت رکھتا ہے تو وہ خدمت خِلق ہے۔ یعنی ہر شخص معاشرہ کے بے سہارا اور کمزور افراد کی مدد کرے اور انسانی ہمدردی اور احترامِ آدمیت کو اپنی زندگی کا شعار بنائے۔" ۱

قران حکیم میں شرف انسانیت کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کہ تخلیق آدم کے وقت ہی اللہ تعالی نے فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور اس طرح نسل آدم کو تمام مخلوق پر فضیلت عطا کی گئی۔ قران حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ط۔"

ترجمہ: "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام میں لگائے تمہارے جو کچھ ہی آسمان میں اور زمین میں اور پوری کر دے تم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی۔ ۲

ایک اور جگہ پر ارشاد ہے:

"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط۔"

"ترجمہ: اے لوگوں! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی، پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا، پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کا واسطہ دیتے ہوا ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور قرابتوں (میں بھی تقویٰ اختیار کرو)۔" ۳

احترام آدمیت اور نوع بشر کی برابری کے نظام کی بنیاد ڈالنے کے بعد اسلام نے اگلے قدم کے طور پر انسانیت کو مذہبی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی شعبہ ہائے زندگی میں بے شمار حقوق عطا کیے۔ انسانی حقوق اور آزادیوں کے بارے میں اسلام کا تصور آفاقی اور یکساں نوعیت کا ہے جو زماں و مکاں کی تاریخی اور جغرافیائی حدود سے ماوراء ہے اسلام میں حقوق انسانی کا منشور اس اللہ کا عطا کردہ ہے جو تمام کائنات کا خدا ہے۔ اور اس نے یہ تصور اپنے آخری پیغام میں سے اپنے آخری نبی ﷺ کی وساطت سے دیا ہے۔ اسلام کے عطا کردہ حقوق اللہ تعالی کی طرف سے انعام ہیں اور ان کے حصول میں انسانوں کی محنت اور کوشش کا کوئی عمل دخل نہیں۔ دنیا کے قانون سازوں کی طرف سے دیئے گئے حقوق کے برعکس یہ حقوق مستقل بالذات، مقدس اور ناقابل تنسیخ ہیں۔ ان کے پیچھے الٰہی منشا اور ارادہ کار فرما ہے اس لئے انہیں کسی عذر کی بناء پر تبدیل، ترمیم یا معطل نہیں کیا جاسکتا۔ ایک اسلامی ریاست میں ان حقوق سے تمام شہری مساوی طور پر مستفیض ہو سکیں گے اور کوئی ریاست یا فرد واحد ان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ قرآن و سنت کی طرف سے عطا کردہ بنیادی حقوق کو معطل یا کالعدم قرار دے سکتا ہے۔

اسلام میں حقوق اور فرائض باہمی طور پر مربوط اور ایک دوسرے پر منحصر تصور کئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں فرائض، واجبات اور ذمہ داریوں پر بھی حقوق کے ساتھ ساتھ یکساں زور دیا گیا ہے۔ متعدد آیات قرانی اور احادیث نبوی ﷺ اس بات کی شاہد ہیں، جن سے یہ بات ثابت ہے کہ اسلامی شریعت کے ان اہم ماخذ و مصادر میں انسانی فرائض و واجبات کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے

شوہر کے حقوق و فرائض :

الف۔ شوہر کے حقوق :

جہاں تک شوہر کے حقوق کی بات ہے تو شوہر کے حقوق بیوی کے حقوق سے بڑھ کر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ط"

ترجمہ: "مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔" ۴

i۔ شوہر کی اطاعت: بیوی کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے سب سے پہلے تو اطاعت اللہ تعالیٰ کا حق ہے، یعنی مخلوق کو چاہیے کہ اللہ تعالی کی اطاعت کرے، یعنی فرش سے عرش تک تمام مخلوق ایک جذبے کے تحت ایک ہی عمل میں مصروف ہے یہ جذبہ اطاعت کا ہی ہے۔ یہ عمل اگر نہ ہو تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ شوہر کا اپنی بیوی پر سب سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرے مگر اس وقت تک جب اللہ تعالی کی نافرمانی نہ ہو۔ اس کی اطاعت کرتی رہے اور اس کے پوشیدہ رازوں اور مال کی حفاظت کرے۔ محمد مصطفی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" ۵

عورت کو شوہر کی ہر بات میں اطاعت فرض ہے، جب شوہر بیوی کو ہم بستری کے لیے بلائے اگر عورت کسی وجہ سے مجبور نہ ہو تو اس کو شوہر کی یہ خواہش بھی ہر وقت پوری کرنی چاہیے

حدیث میں آتا ہے :

"جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور یہ آنے سے انکار کر دے، پھر آدمی ناراضگی کی حالت میں رات گزارے، تو فرشتے صبح ہونے تک اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں۔" ۶

مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

اگر شوہر بے نمازی ہو تو بھی اس کو حقیر نہ سمجھو، یاد رکھو اپنی ذات میں کیسا بھی ہو۔ لیکن تم پر اس کی اطاعت واجب ہے اس لیے کہ وہ تمہارا حاکم ہے۔ اور حاکم اگر فاسق بھی ہو تو رعایا پر اس کی اطاعت فرض ہے۔" ۷

OPEN ACCESS

اس کے ساتھ ہی بیوی پر شوہر کا یہ حق ہے کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی وجہ سے شوہر اس سے لطف اندوز نہ ہو سکے، چاہے وہ نفل عبادت ہی کیوں نہ ہو۔

ii۔شوہر کے گھر کی حفاظت :

شوہر کا ایک حق یہ ہے کہ اس کی بیوی، اس کے گھر اور مال واسباب کی نگہداشت کرے۔ حضرت محمد ﷺ کا فرمان مبارک ہے :

"شوہر کہیں باہر جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی، اپنی عزت و آبرو اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔"[8]

لہٰذا بیوی کا فرض ہے کہ وہ شوہر کے گھر جو دراصل اس کا اپنا گھر ہے کی حفاظت کرے اور اس کے سازوسامان اور دولت کو بھی حفاظت سے رکھے۔ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کچھ خرچ کرے۔ فضول اور بے موقع خرچ یا استعمال نہ کرے۔ جب کہ بعض بے عقل بیویوں کے بارے میں شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ صاحب "شریعت کے مقرر کردہ فطری حقوق" میں لکھتے ہیں :

"بعض بے عقل بیویاں اپنے میکے والوں کو شوہر کی دولت سے فائدہ پہنچانا شروع کر دیتی ہیں۔ اگر وہ خاوند کی مرضی کے بغیر ایسا کرتی ہیں تو خیانت کرتی ہیں اور اگر خاوند کی مرضی سے کرتی ہیں، تب بھی یہ ان کی فضول خرچی ہے لیکن اگر بیوی کے والدین غریب ہوں تو وہ شوہر کی مرضی سے انھیں فائدہ پہنچا سکتی ہے۔"[9]

iii۔شوہر کے لیے زینت اختیار کرنا :

ازدواجی زندگی میں جن امور کی بہت زیادہ اہمیت ہے، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ عورت شوہر کے لیے زیب وزینت اختیار کرے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کریمؐ ایک غزوہ سے واپس آئے تو صحابہ سے فرمایا کہ ابھی فوراً گھروں میں داخل نہ ہوں بلکہ عورتوں کو ذرا مہلت دو کہ بالوں کو ٹھیک کر لیں۔ عورت کو شوہر کے لیے زیب وزینت اختیار کرنا چاہیے، ان کے لیے زینت کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ عورت کو چاہیے کہ وہ شوہر کے مکان، سامان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ میلی کچیلی نہ رہے، بلکہ بناؤ سنگھار سے رہے۔ تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔ شوہر کے حقوق کے بارے میں مفتی عبد الغفور لکھتے ہیں:

آج کل عورتوں کی یہ حالت ہے کہ شوہر کے سامنے تو بھنگنوں کی طرح گندی میلی کچیلی رہتی ہیں اور کہیں برادری میں جاتی ہیں تو سر سے پیر تک آراستہ ہوتی ہیں اور اگر کوئی بیچاری شوہر کی خاطر زینت کرے تو اس کے بارے میں معاشرہ یہی کہتا ہے کہ ہائے اسے ذرا بھی حیاء و شرم نہیں یہ اپنے شوہر کے واسطے کیسے چوچلے کرتی ہے۔ افسوس جس جگہ زینت کا حکم تھا وہ تو اس پر طعن ہوتا ہے اور جہاں ممانعت ہو وہاں اہتمام کیا جاتا ہے جب شوہر زینت اختیار کرنے کو کہے تو دلہن کو خراب وخستہ رہنے کا کیا حق ہے۔"[10]

iv۔شوہر کے ساتھ اچھا برتاؤ:

عورت جب تک اس کی شادی نہ ہو، اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے مگر شادی ہو جانے کے بعد وہ اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض اس کی ذمے داریوں سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ وہ تمام حقوق جو جوانی سے پہلے بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم آتے ہیں، اب ان کے علاوہ بھی شوہر کے حقوق کا بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آ جاتا ہے۔ جس کا ادا کرنا ہر عورت کے لیے بہت بڑا فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت پر مردوں کو حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے اس لیے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم ماننے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کی فرما نبرداری کرے۔ بیوی پر شوہر کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے ساتھ اس کے ماں باپ، بہن بھائیوں کا بھی احترام کرے۔ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اگر وہ لوگ بدسلوکی کریں تو اس کو برداشت کرے، خاص طور پر اپنی ساس، سسر کی زیادتیوں کو سہنے کی کوشش کرے۔ خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ یہی ہے کہ جب وہ غصہ کرے تو بیوی اس کو راضی کرے اور اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر کی اور اپنی عزت کا خیال رکھے۔

v۔شوہر کے ساتھ تعاون اور اولاد کی تربیت :

عورت پر شوہر کا ایک حق یہ ہے کہ عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ ہر کام میں تعاون کرنا چاہیے اور اس کی اولاد کی صحیح طور پر تربیت کرنا بھی ضروری ہے۔ حضرت محمد ﷺ کا ارشاد مبارک ہے :

"حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک حاکم ہے، اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔"[11]

vi۔نفل روزے کے لیے خاوند کی اجازت:

شوہر کا بیوی پر یہ بھی ایک حق ہے کہ جب شوہر گھر پر ہو تو بیوی کو نفل روزہ رکھنے کی اجازت نہیں جب تک کہ اس کا خاوند اس کی اجازت نہ دے، اور نہ ہی کسی شخص کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دینے کی مجاز ہے سوائے خاوند کی رضا اور اجازت سے، نبی پاکؐ کا ارشاد مبارک ہے :

"کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور نہ کسی کو اس کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے مگر اس کی اجازت سے۔"[12]

vii۔خاوند سے سفر کی اجازت :

ایک مسلمان عورت پر اپنے شوہر کا یہ بھی حق ہے بیوی تین روز کی مسافت (جو کہ قریباً ۸۴ میل بنتی ہے) کا سفر یا تو اپنے خاوند کے ساتھ کرے یا پھر اپنے کسی محرم کے ساتھ کرے۔

CC BY

viii۔شوہر کی دل جوئی کرنا :

شوہر کی دل جوئی کرنا بھی بیوی پر اپنے شوہر کا حق ہے۔ ایک نیک بخت عورت کے لیے ضروری ہے کہ اپنے شوہر کی دل جوئی کرے اور اس کو تسلی دے، جب رسول اللہ ﷺ پر غار حرا میں وحی نازل ہوئی تھی تو آپؐ کا بدن مبارک کانپ رہا تھا، اور آپؐ پر ایسی حالت طاری ہوگئی جیسے سردی سے آدمی کانپتا ہو۔ "النبی الخاتم" میں آپؐ کی اس حالت کو مولانا مناظر احسن گیلانی نے یوں بیان کیا ہے:

"جب آپؐ پر وحی نازل ہوئی تو آپؐ کانپتے ہوئے حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور فرمایا مجھے کچھ اوڑھا دو، مجھے کچھ اوڑھا دو، حضرت خدیجہؓ نے آپؐ پر فوری طور پر چادر اوڑھا دی کچھ دیر بعد گھبراہٹ اور پریشانی دور ہوئی اور آپؐ سو گئے۔" ۱۳

بیدار ہونے کے بعد آپؐ سے حضرت خدیجہؓ نے پوچھا تو آپؐ نے تمام واقعہ انہیں سنا دیا، حضرت خدیجہؓ جو بہت سمجھدار اور آپؐ کے حالاتِ زندگی سے بخوبی واقف تھیں، آپؐ نے نہایت اچھے انداز میں آپؐ کو اطمینان دلایا اور بتایا کہ آپ ہرگز نہ ڈریں اور جان کا خوف نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کی ہر حال میں مدد فرمائے گا، یعنی انہوں نے آنحضرت ﷺ کی نہایت اچھے انداز میں دل جوئی کی تھی۔ لہٰذا بیوی کا فرض بنتا ہے کہ مشکل وقت میں شوہر کی دلجوئی کرے اور اسے تسلی دے۔

ب۔ شوہر کے فرائض: شوہر کے فرائض سے مراد بیوی کے حقوق ہیں جو کہ آگے بیان ہوئے ہیں۔

۵۔بیوی کے حقوق و فرائض:

بیوی کے حقوق اللہ کی طرف سے مقرر ہیں:

خانگی زندگی کا آغاز خاوند اور بیوی کے تعلق سے ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے بطور سربراہ خاندان اور مثالی شوہر اپنے عمل مبارک سے بیوی کے حقوق کی ادائیگی کا درس دیا۔ آپ ﷺ نے مومن کو بطور سربراہ خاندان اور شوہر اپنے اہل و عیال کو توجہ دینے اور ان کے حقوق کا خیال رکھنے کی تعلیم فرمائی۔ آپ ﷺ نے عورت کو بطور بیوی عزت و احترام پر مبنی معاشرتی اور سماجی مرتبہ عطا کیا اور اسے تمام، معاشرتی اور معاشی حقوق سے نوازا۔

i۔بیوی شوہر کے لیے چین ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔"

ترجمہ: "اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ بنا دیے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی، البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں ان کے لیے جو دھیان کرتے ہیں۔" ۱۴

اس آیت میں ازدواجی زندگی کا مقصد سکون قلب قرار دیا ہے، اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ طرفین ایک دوسرے کا حق پہچانیں اور ادا کریں، حق تلفی اور باہمی جھگڑے خانگی سکون کو برباد کر دیتا ہے۔ حقوق کی پالداری اور ادائیگی کی ایک صورت تو یہ تھی کہ اس کے قوانین دیئے جاتے اور احکام نافذ کرنے پر اکتفاء کیا جاتا، جیسے دوسرے لوگوں کے حقوق کے معاملہ میں ایسا ہی کیا گیا ہے، کہ ایک دوسرے کی حق تلفی کو حرام قرار دیا گیا۔ اور خلاف ورزی پر سخت وعیدیں سنائی گئیں، ایثار اور ہمدردی کی نصیحت کی گئی لیکن مرد و عورت کے معاملات کچھ اس نوعیت کے ہیں کہ ان کے باہمی حقوق کی کماحقہ ادائیگی کا حق نہ تو کوئی قانون کر سکتا ہے نہ کوئی عدالت ان کو پورا کرانے میں انصاف کر سکتی ہے اسی لیے خطبہ نکاح میں رسول اللہ ﷺ نے قرآنِ کریم کی وہ آیات انتخاب فرمائی ہیں جن میں تقویٰ اور خوفِ خدا و آخرت کی تلقین کی ہے کہ وہی درحقیقت زوجین کے باہمی حقوق کا ضامن ہو سکتا ہے۔

"عورت چونکہ تمدن انسانی کا مرکز اور باغ انسانیت کی زینت ہے اس لیے اسلام نے اس کو باوقار طریقے سے زندگی گزارنے کے لیے وہ تمام معاشرتی حقوق عطا کیے جس کی وہ مستحق تھی۔ اس کو اپنے گھر کی ملکہ قرار دیا۔ دیگر بہت سی قوموں کے برعکس اسے اپنا ذاتی مال بنانے و ملکیت کا حق عطا کیا۔ شوہر سے ناچاقی کی صورت میں خلع کا حق دیا۔ نکاح ثانی کرنے کی اجازت دی۔ وراثت میں حصہ دلایا اور اس کو بعض قوموں کی طرح نجس و ناپاک نہیں بلکہ معاشرے کی قابلِ احترام ہستی قرار دیا۔ غرض اسلام نے "ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف" کہہ کر اس کے تمام حقوق بحال کر دیئے جو اقوام عالم نے معطل کر دیئے تھے۔" ۱۵

ii۔بیوی کی ہر ضرورت اس کا حق ہے: شوہر پر بیوی کا یہ حق ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے کھانے پینے، لباس و پوشاک اور گھر نیز اس سے متعلق دیگر اخراجات کی ذمہ داری ادا کرے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط۔"

ترجمہ: "اور باپ کے ذمہ ان (عورتوں) کے معروف طریقے سے خوراک اور لباس کے اخراجات ہیں۔" ۱۶

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو ایک خاص حکم دیا ہے کیوں کہ پورے قرآن کریم کا ایک خاص اسلوب اور طرز بیان ہے کہ وہ کسی قانون کو دنیا کی حکومتوں کی طرح بیان نہیں کرتا، بلکہ مشفقانہ طرز سے بیان کرتا ہے، اور ایسے انداز سے بیان کرتا ہے، جس کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا انسان کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی چونکہ بچے کا نفقہ باپ کے ذمہ ڈالا گیا ہے، حالانکہ وہ ماں، باپ کی متاع مشترک ہے، تو ممکن تھا کہ یہ حکم باپ کو بھاری معلوم ہو اس لیے بجائے والد کے مولودلہ کا لفظ اختیار کیا (یعنی وہ شخص جس کا بچہ ہے) اس میں اس طرف اشارہ کر دیا کہ بچہ باپ ہی کا ہے، نسب باپ سے چلتا ہے اور اس طرح بچے کی ذمہ داری خرچ باپ پر بھاری نہ معلوم ہونی چاہیے، اسی آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچے کو دودھ پلانے کی ذمہ داری ماں کی ہے

CC BY

لیکن ماں کا نان نفقہ اور ضروریاتِ زندگی باپ کے ذمہ ہے، اور یہ ذمہ داری جس وقت تک بچے کی ماں اس کے نکاح میں یا عدت میں ہے اس وقت تک ہے اور طلاق وعدت پوری ہونے کے بعد نفقہ زوجیت تو ختم ہو جائے گا، مگر اب باپ بچے کو دودھ پلوانے کے لیے اس عورت کو اس کا معاوضہ دے گا یہ بھی باپ کے ذمے پھر بھی لازم ہے۔ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اور اس کے چہرے پر نہ مارو، نہ اسے برا بھلا کہو، اور نہ ہی اسے الگ کر کے گھر کے علاوہ کہیں اور چھوڑو۔" ١٧

عورت کے نان نفقہ کے ساتھ ساتھ ہر ہر چیز کا ذمہ شوہر کا ہے، اور اگر شوہر ادا نہ کرے تو عورت اس کا مطالبہ بھی کر سکتی ہے:

" خود روزی کمانا اور سرمایا بہم پہنچانا عورت کا نہیں بلکہ مرد کا فرض قرار دیا ہے اور مرد پر واجب ہے کہ وہ عورت کے نان نفقہ اور ضروریات کا کفیل ہو۔ اگر وہ ادا نہ کرے تو حکومت وقت کے ذریعے عورت کو اس کی وصولی کا حق حاصل ہے اور اگر اس پر بھی نہ سنا تو عورت کو مرد سے علیٰحدگی کے دعویٰ کا اختیار حاصل ہے انتہا یہ ہے کہ خاص حالات میں عورت مرد سے اس کے بچے کو دودھ پلانے کا معاوضہ بھی لے سکتی ہے۔" ١٨

iii۔ حق مہر: شوہر کے ذمے عورت کا حق مہر واجب ہے، اس کے بارے میں حکیم محمود احمد ظفر لکھتے ہیں:

"اسلام نے حق مہر کو عورت کی تکریم و تشریف کے لیے واجب اور ضروری قرار دیا، اور اس کو اس کی ملکیت قرار دیا اور یہ بتایا کہ حق مہر اس کو خوش دلی سے ادا کیا جائے، ڈنڈ سمجھ کر ادا نہ کیا جائے۔ اس سے زوجین میں الفت و محبت اور رحمت کے جذبات کی توثیق پائی جاتی ہے۔" ١٩

شوہر پر بیوی کا ایک حق یہ ہے کہ وہ اس کے درمیان اور اس کی سوکن کے درمیان انصاف کرے، یعنی اگر اس کے پاس دوسری بیوی بھی ہے تو نان ونفقہ (خرچ) اور گھر دینے میں اور رات گزارنے نیز ہر ممکن چیز میں دونوں کے درمیان انصاف سے کام لے، کیونکہ کسی ایک بیوی کی طرف مائل ہو جانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَلَنۡ تَسۡتَطِيۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَيۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِيۡلُوۡا كُلَّ الۡمَيۡلِ فَتَذَرُوۡهَا كَالۡمُعَلَّقَةِ ط۔"

"تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو، گو تم اس کی کتنی ہی آرزو کرو پس بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھر لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو۔" ٢٠

نکاح کے بعد مرد پر پہلا فرض یہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کا حق مہر ادا کرے اور خوش دلی سے ادا کرے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً ط۔ ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے حق مہر راضی خوشی دو۔" ٢١

اس آیت میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ عورت کو اس کا مہر خوش دلی سے ادا کرو نہ کہ اس کو بوجھ سمجھ کر ادا کرو، مہر ادا کرنے کے بعد اگر عورت خود اپنی خوشی سے مہر کا کوئی حصہ معاف کر دے، تو جائز ہے۔ اسے ایسا کرنے کے لیے مجبور نہ کیا جائے، نا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ وہ مہر معاف کرنے میں عافیت سمجھے۔

iv۔ بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کے ساتھ زندگی گزارنا:

اس کے حقوق کشادہ دلی کے ساتھ ادا کرنا، اور ہر معاملے میں احسان اور ایثار کی روش اختیار کرنا چاہیے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۔ "ترجمہ:"اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو" ٢٢

حضرت محمد ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

"لوگو! عورتوں پر تمہارے بھی حقوق ہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ سلائیں اور کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ انہیں ان کے بستروں میں چھوڑ دو، اور انہیں اس طرح مارو کہ جسم پر نشان نہ پڑے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو انہیں غیر معروف نان ونفقہ دو اور عورتوں سے بھلائی سے پیش آو۔ کیوں کہ وہ تمہارے حصہ میں شریک ہیں اور ذاتی طور پر کسی چیز کی مالک نہیں۔ تم نے انہیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور انہیں اپنے لیے اللہ کی آیتوں سے حلال کر لیا ہے۔" ٢٣

بیوی کا شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے کھانے پینے، لباس و پوشاک اور گھر نیز اس سے متعلق دیگر اخراجات کی ذمہ داری ادا کرے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"اِنۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ تَسۡتَرۡضِعُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا سَلَّمۡتُمۡ مَّاۤ اٰتَيۡتُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ط۔"

ترجمہ: "اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوا لینے کا ہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم مطابق دستور جو ان کو دینا ہو وہ ان کے حوالہ کر دو۔" ٢٤

v۔ بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا:

بیوی کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آنا چاہیے انسان کی خوش اخلاقی اور نرم مزاجی جانچنے کا اصل میدان گھریلو زندگی ہے، گھر والوں ہی سے ہر وقت واسطہ رہتا ہے اور گھر کی بے تکلف زندگی میں ہی مزاج و اخلاق کا ہر رخ سامنے آتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ وہی مومن اپنے ایمان میں کامل ہے جو گھر والوں کے ساتھ خوش اخلاق، خندہ پیشانی اور مہربانی کا برتاؤ رکھے، گھر والوں کی دلجوئی کرے اور پیار و محبت سے پیش آئے۔ اپنی بیویوں کے طرف مسکراتے ہوئے آنا محمد ﷺ کی سنت ہے مگر آج اس پر کوئی مسلمان عمل نہیں کرتا، حالانکہ آپؐ کو امت کا کتنا غم تھا، ہر وقت کفار سے مقابلہ، ایک جہاد ختم ہوا، تلوار رکھنے نہ پائے تھے کہ دوسرے جہاد کا اعلان ہو گیا لیکن اس کے باوجود ایسا نہیں ہوا کہ آپ گھر میں داخل ہوئے ہوں اور چہرے پر نورِ تبسم نہ ہو:

"عورت و مرد کا تعلق محض ایک کاروباری تعلق نہیں ہے، بلکہ ان دونوں میں وہی تعلق ہوتا ہے، جو جسم و جان اور خون اور گوشت میں ہوتا ہے اس لیے ان کو جو حقوق دیئے گئے ہیں، ان کی ادائیگی محض رسمی طور پر نہ ہونی چاہیے۔ بلکہ ان کی ادائیگی ایک عبادت اور انتہائی پسندیدہ کام سمجھ کر کرنی چاہئے۔ آپؐ نے اسی بنا پر بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی سخت تاکید کی ہے۔ حسن سلوک کا مطلب صرف اتنا نہیں ہے کہ اس کو روٹی، کپڑا، مکان اور دوسری مادی ضروریاتِ زندگی فراہم کر دی جائیں بلکہ بیوی کے ساتھ اس سے زیادہ کچھ کیا جائے، رہنے، سہنے کھانے پینے میں مساوات برتی

OPEN ACCESS
CC BY

جائے، بات چیت میں نرمی اور ملاطفت ملحوظ رکھی جائے، اس کو بات بات میں ٹوکا اور ڈانٹا نہ جائے، اس کی غلطی اور نقصان سے درگزر کیا جائے۔ اس سے کام لینے میں اس کی کمزور اور نازک فطرت کالحاظ کیا جائے۔" ۲۵

vi۔ بیوی کے سخت رویہ پر صبر کرنا:

مرد کو اپنی بیوی سے اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہئے، ان کی کڑوی زبان کو برداشت کرنا چاہیے، نہ برداشت ہو تو تھوڑی دیر کے لیے گھر سے باہر چلا جانا چاہیے، عام لوگ اس کو ڈنڈے سے ٹھیک کرنا چاہتے ہیں حالانکہ بیویاں ڈنڈوں سے ٹھیک نہیں ہوتیں۔ آپؐ نے فرمایا:

"عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، یہ کبھی تمہارے معیار پر نہیں رہ سکتی، اب اگر اس کی کجی (ٹیڑھے پن) کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو فائدہ اٹھالو اور اگر اس کو سیدھا کرنے لگو تو اسے توڑ دو گے اور اس کا توڑنا طلاق ہے۔" ۲۶

سنت سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپؐ نے اس بات کو ہمیشہ پسند فرمایا کہ بیویاں آپؐ پر غالب رہیں آپؐ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ بیویاں آپؐ سے بلند آواز میں بات کریں اور میں ان کی باتوں کو برداشت کروں، مگر آج کا مسلمان تو اس بات کو اپنی بے غیرتی سمجھتا ہے۔ عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غم خواری اور تیمارداری میں ہرگز کوتاہی نہ کرے بلکہ اپنے ہاتھ سے اس کی خدمت کرے دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل میں شوہر کے لیے محبت پیدا ہوتی ہے عورت شوہر کی اس خدمت کو یاد رکھے گی اور شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی پوری طاقت صرف کرے گی۔

vii۔ دیگر چھوٹے چھوٹے حقوق:

شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی پر بھروسہ کرے۔ گھریلو معاملات اس کے سپرد کر دے، تاکہ بیوی میں خود اعتمادی پیدا ہو۔ عورت کا اس کے شوہر پر ایک یہ بھی حق ہے کہ شوہر کے بستر کی رازوالی باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان نہ کرے۔ بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے۔ راز کی باتوں کو لوگوں میں بیان کرنے والے کو رسول اللہؐ نے بدترین شخص قرار دیا ہے۔ جس طرح عورت کو شوہر کے سامنے زیب وزینت اختیار کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح شوہر بھی اپنی عورت کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھے۔ مولانا محمد ہارون معاویہ اپنی کتاب "حقوق العباد کی فکر کیجئے" میں اس بارے میں لکھتے ہیں:

"شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے، بلکہ بدن اور لباس وبستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے۔ کیوں کہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔ اس طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے۔ لہٰذا میاں بیوی دونوں کے لیے ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات واحساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہؐ کو بھی اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہیں۔" ۲۷

عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ عورت کے بناؤ سنگھار کا سامان یعنی صابن تیل، کنگھی، مہندی، خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے۔ تاکہ عورت اپنے آپ صاف ستھرا رکھ سکے۔ شوہر کو چاہیے کہ معمولی معمولی، بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے، بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَة"۔

ترجمہ: اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کے مردوں کا ان پر حق ہے دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔" ۲۸

اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم آتا ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے، بلکہ اپنے غصہ کو ضبط کرے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ لے اور لوگوں سے مشورہ کر لے۔ غور کرے کہ میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں ہے۔ اگر ہو سکتی ہے تو طلاق نہ دے کیوں کہ طلاق واحد وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے جائز کاموں میں سے تو ضرور ہے مگر اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرض ہے کہ وہ دونوں بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک کرے۔ کھانے پینے، مکان، سامان، روشنی، بناؤ سنگھار کی چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری کا خیال رکھے۔ ہر بیوی کے پاس رات گزارنے کی باری مقرر کر لے۔ اگر کوئی شخص اپنی تمام بیویوں کے مابین برابری کا سلوک نہیں کرتا۔ عند اللہ اس کے لیے جواب دہ ہو گا۔

شوہر کو چاہیے کہ وہ بیوی کو گھر کی چاردیواری میں بند کر کے نہ رکھے۔ بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے ہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے۔ اور اس کی سہیلیوں اور رشتہ دار عورتوں اور پڑوسنوں سے بھی ملنے جلنے پر بھی پابندی نہ لگائے اور اگر ان عورتوں کے میل جول سے بیوی کے بدچلن ہونے کا خدشہ ہے تو پھر اس پر پابندی لگا دے۔ یہ شوہر کا حق ہے۔

ب۔ بیوی کے فرائض: بیوی کے فرائض سے مراد شوہر کے حقوق جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ حسین شاہ، زوار، سید، مولانا: "مقالاتِ زواریہ"، ص ۵۷۳۔

۲۔ القرآن، اُلقمٰن: ۰۲۔

۳۔ القرآن، النّساء: ۱۔

OPEN ACCESS

۴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، علامہ (مؤلف)، مولانا عبد الرزاق دیوبندی (مترجم): "صحیح بخاری"، کتاب الادب، باب رحمۃ الولدِ وتقبیلہ ومعانقتہ، ج۵، ح۴۶۵۵۔

۵۔ القرآن، اَلنِّسَاء: ۴۔

۶۔ ترمذی، محمد بن عیسٰی، ابوعیسٰی: "جامع ترمذی"، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ، ج اول، ح ۹۵۱۱۔

۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبد اللہ (مؤولف)، حضرت مولانا محمد داؤد رازؒ (مترجم): "صحیح بخاری"، کتاب نکاح، باب اذا باتت المراۃ مھاجرۃ فراش زوجھا، ج۶، ح ۰۴۱۲۔

۸۔ اشرف علی، مولانا، تھانوی: "بیان القرآن"، ج ۱، ص ۶۴۱۔

۹۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، ابوعبد اللہ، امام (مؤلف)، عطاء اللہ ساجد (مترجم): "سنن ابن ماجہ"، النکاح، باب افضل النساء، ج دوم، ح ۷۵۸۱۔

۱۰۔ محمد بن صالح، شیخ، العثیمین (مؤلف)، ابوالمکرم عبد الجلیل (مترجم): "شریعت کے مقرر کردہ فطری حقوق"، ص ۲۰۱۔

۱۱۔ عبد الغفور، مفتی: "عورت کی اسلامی زندگی"، ص ۰۰۱۔

۱۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبد اللہ (مؤولف)، حضرت مولانا محمد داؤد رازؒ (مترجم): "الصحیح بخاری"، کتاب نکاح، باب المراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا، ج۶، ح ۵۲۰۰۔

۱۳۔ ایضاً // : کتاب النکاح، باب صوم المراۃِ باذنِ زوجھا تطوعا، ج۶، ح ۵۱۹۲۔

۱۴۔ مناظر احسن، مولانا، گیلانی: "النبیُ الخاتم" ص ۱۱۔

۱۵۔ القرآن، الرُّوم: ۱۲۔

۱۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبد اللہ، امام (مؤولف)، حضرت مولانا محمد داؤد رازؒ (مترجم): "الصحیح بخاری"، کتاب النکاح، باب موعظۃ الرجل ابنتہ لحال زوجھا، ج۶، ح ۵۱۹۱۔

۱۷۔ القرآن، اَلْبَقَرَۃ: ۲۳۳۔

۱۸۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعست، سجستانی، امام: "سنن ابی داود"، کتاب النکاح، باب فی حق المراۃ علی زوجھا، ج۲، ح ۲۱۴۲۔

۱۹www.alehnafislamicbooks.com۔

۲۰۔ محمود احمد ظفر، حکیم: "پیغمبرِ اسلام اور بنیادی انسانی حقوق" ص ۳۱۷۔

۲۱۔ القرآن، اَلنِّسَاء: ۱۲۹۔

۲۲۔ االقرآن، لِلنِّسَاء: ۴۔

۲۳۔ القرآن، اَلنِّسَاء: ۱۹۔

۲۴۔ ابن خلدون، عبد الرحمن، علامہ: "تاریخ ابنِ خلدون"، ج ۱، ص ۳۶۱۔

۲۵۔ القرآن، اَلْبَقَرَۃ: ۲۳۳۔

۲۶www.bestudruislamicbooks.wordpress.com۔

۲۷۔ مسلم بن حجاج، امام، القشیری، (مؤلف)، علامہ وحید الزمان (مترجم): "صحیح مسلم"، کتاب الرضاع، باب، الوصیۃ بالنساء، ج ۲، ح ۱۴۶۸۔

۲۸۔ محمد ہارون، معاویہ، مولانا: "حقوق العباد کی فکر کیجئے"، ص ۶۳۷۔

CC BY